

جستار و ایل و منبر  
شمس الماس  
رہاوی

مقام اعلیٰ

نومبر ۱۹۳۱ء

دور وید

مہینہ

حسب

مظہور احمد بگوی

Printed at Manohar Press, Sargobha & Published at Bhera  
by M. Zahur Ahmed Bugvi.  
عیدی خوشنویس



# بیکار کے لئے

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والظرفیت فخر العلیا اقدوۃ الالباب لیکن  
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر بگوی نور اللہ مرقہ

## اغراض و مقاصد

(۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح سڑکا  
(۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

## قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ کی عام قیمت دور و پیہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب یا پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض  
اعانت یا رسالہ فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص منظور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسماء اگر اعلیٰ  
شکر کی کیا جاتا ہے درج رسالہ ہوا کریں گے (۲) غریب اور مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت  
ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ (۳) ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت  
میں رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جائیگا۔ چند ممبری کم از کم چار آنہ ماہوار مقرر ہے (۴) جو صاحب کم از کم  
پانچ خریداریوں سے گئے۔ وہ معاونین میں شمار ہوں گے۔ امدان کی خدمت میں ان کی خواہش پر ایک  
سال کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔ (۵) بذریعہ وی پی ارسال کرنے پر ۴۴ روپیہ خرچ  
ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب وی پی۔ واپس کر دیتے ہیں۔ اس لئے دفتر کا نقصان ہوتا ہے  
لہذا جملہ خریداران زرچینہ بذریعہ مئی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔ (۶) نوٹہ کارپس سرکاکٹ آنے  
پر لیگا۔ صفحہ ۱ نہیں بھیجا جائیگا۔ (۷) رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲۰ تاریخ کو بھیروسے ڈاک  
میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چروں کی آجکل کثرت ہے۔ اس لئے جس صاحب  
کو نہ ملے۔ وہ یکم سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل  
مقام

منجی رسالہ شمس السلام بھکھہ ہونی جائیے  
پنجاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شمارہ ماہانہ جریدہ

جلد ۲ باب ۱۰ نمبر ۳۱۹ بقا ۱۳۵۰ ۱۳۵۰ نمبر ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	عرض حال (مدیر)	۲
۲	سلکِ جواہر (از ملفوظات مولانا محب النبی فخر الدین خشتی دہلوی ج)	۳
۳	دینی غیرت (مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی (از سچ)	۵
۴	تاریخ اسلام کا ایک ورق (ماخوذ)	۹
۵	شیخ رسالت کے پرولنے مدیر	۱۲
۶	ایک شیخ کے سوالات کے جوابات (مولانا حکیم قطب الدین صاحب ج ۳۳)	۱۵
۷	ہجرت و نظم (مولانا احمد حسین خان صاحب امجد (ماخوذ)	۲۰
۸	تنقید (مدیر)	۲۵
۹	سادات کے پردہ میں سادات کی توہین (مدیر)	۲۷
۱۰	فتنہ نگار (مدیر)	۳۸
۱۱	ایک ضروری مشورہ (مدیر)	۳۸
۱۲	عقیدہ تمذبان دربار سیال شریف	۳۹

## عرض حال

خاکسار مدیر کی غیر حاضری اور لمبے سفر میں سسل بے چینی کے باعث رسالہ وقت پر شائع نہ ہو سکا۔ قوم کی بے انتفاعی اور بے توجہی کا گلہ کرنا فضول ہے خدمت اسلام میں ہر رو کاوٹ اور ہر تکلف کو خذہ پیشانی سے برداشت کرنا اہل ایمان کا شیوہ رہا ہے۔ حزب الانصار کے تمام کام اللہ کے بھروسہ پر جاری ہیں اعلیٰ حضرت قبلہ حافظ سید مولانا الحاج پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ العالی و حضور لایع النور مخدوم اعلم حضرت حافظ مولانا محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف کی توجہ سے تمام مشکلات دور ہو رہی ہیں اگر قارئین کرام ذرا ہمت سے کام لیں تو انشا اللہ حزب الانصار کے اناکین دینی خدمت کے لئے ہمیشہ از پیش قربانیوں کے لئے مستعد ہو جائیں گے

کیم جنوری ۱۹۳۲ء سے پہلے کم از کم دو سو جدید خریدار ہم ہو جانا ضروری ہیں۔ انشا اللہ رسالہ مذاہد ائیدہ یا بندئ وقت کے ساتھ شائع ہونا رہیگا۔ اور بجائے ۲۰ کے ہر ماہ کی کیم کو بھیجا جائے گی۔ جملہ قارئین نوٹ کریں۔

اس دفعہ رسالہ کی ترتیب اور مضامین پر نظر ثانی کا موقعہ نہیں ملا۔ اسلئے باب التفسیر و باب الحدیث وغیرہ درج نہیں ہو سکے۔ حالت سفر میں ہی چند مضامین کو ترتیب دیکر پریس میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس بد نظمی کے لئے جملہ قارئین کی خدمت میں معافی طلب کی جاتی ہے۔ والحدز عند کرام الناس مقبول۔

حزب الانصار کا دوسرا سالانہ عظیم الشان اجلاس ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ شعبان ۱۳۵۰ھ بروز ہفتہ و آئینہ اربعہ جامع مسجد بھرہ منعقد ہو گا جن حضرات نے گزشتہ سال کا اجتماع دیکھا ہو گا۔ یا اس کے حالات سنے ہونگے وہ اس لذت روحانی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جو ایسے اجلاس میں شمولیت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت حافظ پیر سید مولانا جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری ادام اللہ برکاتہم نے دوبارہ از راہ کرم شمولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔

نامور علمائے کرام کے تشریف لانیکی توقع ہے۔ جملہ ارکان حزب الانصار۔ و  
ہمدردان ملت ایسے نامور موقعہ سے ضرور فائدہ حاصل کریں۔ اور جلسہ میں شامل  
ہو کر حزب الانصار کی مالی امداد سے بھی دریغ نہ فرمائیں۔

خاکسار مدیر مورخہ ۲۹۔ اگست ۱۹۳۱ء کو بھیرہ سے روانہ ہوا۔ لاہور  
دہلی۔ اجمیر شریف۔ احمد آباد۔ بمبئی۔ حیدر آباد دکن۔ راجمندی۔ مدراس۔ ویلور۔  
بنگلور۔ میسور۔ سرنگاپٹم۔ جب لاہور و غیرہ کی سیاحت کے بعد، نومبر کو  
واپس وطن میں پہنچا۔ تیس سے زیادہ تقاریر مختلف مقامات پر ہوئیں۔ بفضلہ  
تعالیٰ دارالعلوم عزیزیہ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ علمائے کرام کے  
فتاویٰ کے مطابق زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصنف طالبان علوم دینی ہی ہو  
سکتے ہیں۔ دارالعلوم میں طلباء کی خوراک و لباس وغیرہ کے لئے کافی سرمایہ  
درکار ہے۔ موکم رہا کیلئے لحاف کافی تعداد میں موجود نہیں۔ جملہ ہمدردان ملت  
ایسے موقعہ پر زکوٰۃ کی رقم طلباء کے لئے ناظم حزب الانصار کے پاس  
ارسال فرمادیں۔ اور اس خالص دینی مدرسہ کی امداد کر کے عند اللہ اجر عظیم  
حاصل کریں۔

## ملک چواہر

از ملفوظات محب النبی مولانا فخر الدین دہلوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از فخر الطائین  
حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے کلمہ لوائی اذفع من لواء محمد کے متعلق  
ارشاد فرمایا۔ اس کلام میں سکر معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ محو ہے۔ اور حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔ ہمارا لواء جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم  
ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لواء روح الامین ہیں۔ اس صورت میں  
لوائے ما ز لوائے محمد ارفع است کہنا بالکل درست ہے۔ اسی طرح حضرت بایزید  
کا قول سبحان ما اعظم شانی کے معنی یہ ہیں۔ کہ میں نسبت سبحان کی طرف رکھتا ہوں۔  
پس میرا شان کس قدر بلند ہے۔

فرقہ شیعہ درود میں اللہم صلی علی محمد و آل محمد پڑھتے ہیں۔ اور حضور کے

نام اور آل میں علی کا لانا گناہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ لفظ علی کے لانے سے آل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اگر بغیر علی کے درود پڑھا جائے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ضمن میں آہٹکا۔ اگر لفظ علی کا فاصلہ ہو۔ تو صلوٰۃ مستقل آل کے لئے ہوگی۔ اس طرح علی کے لانے میں ایک فضیلت آل کی ظاہر ہوگی۔

فرقہ شیعہ نیز عبا تزد دُحبا کی حدیث سے (جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے) یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد از راہِ نفرت ہے۔ ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ حاضر رہتے آتھے۔ ان کے لئے ایسا ارشاد نہ ہوا۔ فرقہ شیعہ کا اس حدیث سے نفرت مراد لینا غلط ہے۔ الفاظ سے حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ زیارت کہن۔ درحالت کہ غائب ہستی درحالت حقیقت رجوع الی المحبوب کہ موجب زیارتی محبت است۔

ان کا کمال یہی ہے کہ ایک مذہب۔ ایک طریقہ۔ ایک روش میں دوسرے کو مخلوط نہ کرے۔ مثلاً ایک شخص درویش مزاج ہو۔ وہ دنیا داری کے کاموں کو موافق دنیا داری سرانجام دیا کرے۔ جو صوفی ہو وہ فقہ کا بیان کرتے ہوئے حقائق کو اس میں دخل نہ دے۔ اور اگر حقائق کا بیان کرے تو دوسرے علوم کو اُس میں دخل نہ دے۔

فرمایا۔ کہ مٹنے والوں سے اُن کے اعتقاد کے موافق ملتا ہوں۔ بعض مجھے عالم جانتے ہیں۔ بعض صوفی سمجھتے ہیں۔ اور بعض کیمیا گر سمجھتے ہیں۔ بعض میرے اخلاق کی وجہ سے آتے ہیں۔ بعض اغال کے طالب مجھے عامل خیال کرتے ہیں۔ میں اُن کے اعتقاد کے موافق ان سے سدک کرتا ہوں جو مجھے صاحب خلق سمجھ کر آتے ہیں۔ ان کا استقبال دروازہ تک کرتا ہوں اور انہیں راضی کر کے روانہ کرتا ہوں۔ کیمیا گر کے سامنے نچے پیش کرتا ہوں۔ عالم کے سامنے شلہ عرض کرتا ہوں۔ ایک شخص نے عرض کی۔ کہ خواجہ حافظ کے شرع

صلاح کار کجاؤ من خراب کجا !

بہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

میں قافیہ درست نہیں خراب کے ساتھ اگر تاب ہوتا تو درست ہوتا۔ فرمایا  
صلاح کار کجاؤ من خراب کجا کے بعد بہیں تفاوت رہ از کجاست تک مدعا تمام  
ہو جاتا ہے۔ پس کہتا ہے تاب کجا۔ یہی لفظ تاب قافیہ میں موجود ہے۔

عرض کیا گیا کہ خواجہ حافظ مندرجہ ذیل بیت میں دو دفعہ لفظ حافظ لایا  
ہے۔ ایک حافظ بیکار ہے۔

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ کہ کردہ ہمہ نیکی بجان ما حافظ  
فرمایا کہ مصرعہ ثانی میں حافظ نے اپنے آپ کو غائب شمار کر کے خطاب کیا  
کہ براٹھے جان مانیکو کردہ اے حافظ پس رخ خوب ترا خدا حافظ

## دینی غیرت

(از مولانا عبدالماجد دریا بادی مدیر سچ لکھنؤ)

کج (خدا خواستہ) کوئی آپ کے خاندان کو برا کہتا ہے۔ تو آپ اُس سے لڑنے  
کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کوئی آپ کے والد ماجد کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ تو  
آپ کا جی چاہنے لگتا ہے کہ اپنی جان اور اس کی جان ایک کر دیں۔ کوئی آپ  
کے پیرومرشد کے حق میں کوئی نازیبا طعنے زبان سے نکالتا ہے۔ تو آپ چاہتے ہیں  
کہ اس کی زبان بکڑ کر کھینچ لیں۔ کوئی انگریز آپ کے ملک پر قوم پر معاشرت  
پر کوئی اعتراض کرتا ہے۔ تو آپ غصہ سے تلملا جاتے ہیں۔ یہ سب  
عین فطرت بشری کے موافق ہے۔ اور شریعت نے بھی اس طبعی انتقام کو  
جائز رکھا ہے۔ شرافت نے اس جذبہ کو غیرت سے تعبیر کیا ہے۔ اور جس  
کی حیسن مردہ ہو چکی ہے۔ وہ غیرت حمیت اور شرافت کی آمادی کے حلقے سے  
خارج ہو چکا ہے۔ ایسے ہر موقع پر خاموشی اور جود کا صحیح نام تحمل و رواداری  
نہیں۔ بے حسی و بے غیرتی ہے۔

یہ کیا ہے۔ کہ اللہ اور اُس کے دین پر۔ اللہ کے رسول اور اُس رسول کی شریعت پر حملے ہوتے ہوئے آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ گندے سے گندے حملے۔ خفیف سے خفیف عنایت میں ہوتے ہوئے آپ دیکھتے ہیں۔ اور خاموشی کے ساتھ دگر کر جاتے ہیں۔ رسول کے مقدس صحابیوں کو آپ کے سامنے محاذ اللہ خاں۔ غدار۔ بد دیانت۔ خداع۔ کذاب۔ مفسدی بتایا جا رہا ہے۔ پیغمبرِ برحق حضرت مسیح علیہ السلام کی جی بھر کر توہین کی جا رہی ہے۔ سرورِ کائنات کے اسمِ مبارک کو بغیر ادنیٰ لقبِ تعظیمی کے محض محمدؐ لکھ لکھ کر چھاپا جا رہا ہے۔ نماز پر مضحکہ کیا جا رہا ہے۔ عبادت پر تالیاں بج رہی ہیں۔ جنت و جہنم کے نام پر قہقہے لگ رہے ہیں۔ خود ملائکہ۔ رضوان۔ ملک سے مسخر جا رہی ہے۔ خود ذاتِ باری تعالیٰ کیساتھ توہین کا کوئی دقیقہ اٹھ نہیں رہا ہے۔ یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور اپنی رواداری۔ مصالحت بولی۔ اور آشتی پسندی کا ثبوت اپنے سکوتِ محض سے دے رہے ہیں۔ بے زبانی اچھی چیز ہے مگر کیا اس وقت بھی جب آپ کے محبوبوں اور سرداروں کے خلاف بد زبانی کا طوفان پھیل رہا ہو، اسلام پر۔ بزرگانِ اسلام پر۔ صالحینِ امت پر۔ انبیائے برحق پر۔ ارکانِ دین پر۔ شریعتِ اسلام پر۔ خدائے اسلام پر یہ کھلے ہوئے لائبل حبیبِ حبیب کر شائع ہو رہے ہیں۔ اور آپ کی غیرت و حمیت ایک بار بھی حرکت میں نہیں آتی۔

جیل جانے کا سوال نہیں۔ جان دینے کا مذکور نہیں۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ آپ خود راری پر آمادہ ہو جائیں۔ یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ آپ تنگ غرت اور جذباتِ مذہبی کے مجروح ہونے کی بنا پر عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ لیکن اقل مرتبہ یہ تو آپ بغیر کسی زحمت و دشواری کے کر سکتے ہیں۔ کہ اس کفرِ نوزی اور اتحادِ پروری سے علانیہ اپنی علیحدگی۔ بے تعلقی۔ تبری و بیزاری کا اظہار کر دیں۔ اور ان گندگیوں کے نشر و اشاعت کو جو اعانت و امداد براہِ راست یا بالواسطہ آپ سے آپ کے عزیزوں سے



آپ کے دوستوں سے۔ آپ کی برادری والوں سے۔ آپ کی بستی والوں سے پہنچ رہی ہے۔ اُس سے قطعی اور یکسر دست برداری اختیار کر ہی لی جائے ارشاد ربانی لاتحاد لواعلیٰ الاثم والحدوان (گناہ اور سرکشی کی مدد نہ کرو) صاف اور صریح ہے۔ اور اعانت کی ہر صورت کو حاوی ہے۔

درس عبرت۔ پچھلے مہینے کا ذکر ہے۔ کہ لنڈن کے ایک ممتاز ڈاکٹر ماہر خصوصی امراض قلب ایک روز بظاہر اچھے خاصے صبح و تندرت تھے۔ کھانے کی پوشاک بدل کر کھانا کھانے کے لئے آئے تھے۔ کہ ایک بیک گرے۔ اور جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ ایک یادری صاحبان ٹھیرے ہوئے تھے۔ اُن کا بیان ہے۔ کہ جب میزبان کو آنے میں بہت دیر ہوئی۔ تو میں نے جا کر دیکھا۔ کہ فرس پر پڑے ہوئے اور رُوح پر داز کر چکی تھی۔

ان فی صنعت و طبابت کی بساط آپ نے دیکھ لی ہے ساری دنیا کے مریض قلب کے لئے ایک سہارا تھے۔ مگر جب خود اپنا دل ڈوبنے لگا۔ تو علاج تک کرنے کی مہلت نہ پائی۔

اجنات میں روزمرہ جو تار برقیایں آپ دیکھتے ہیں۔ جہاں تک سہارو کا تعلق ہے۔ عموماً یہ سب ایسی ایڈ پریس کی ہوتی ہیں اس اجنبی کے بانی اور اعلیٰ کارکن ایک ہنگامی مسٹر کے۔ سی رائے تھے۔ کچھ ایسے بوڑھے نہ تھے۔ ادھیڑ سن کے تھے۔ اسمبلی کے ممبر بھی تھے۔ انکی روز شد میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ یہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مقرر نے دو متونی ممبروں کی تعزیت حسب دستور کرنی چاہی۔ ابھی چند ہی لفظ اس کی زبان سے نکلے تھے کہ رائے صاحب باہر جانے کے ارادہ سے اُٹھے چلے اور لڑکھڑائے۔ لوگوں نے سہارا دیا۔ غش کھا کر گئے اور ہسپتال پہنچے پہنچتے ختم تھے۔

جو ایک عالم کے اسرار سے واقف ہونے کی شہرت رکھتا تھا۔ جو بڑے بڑے سکاری حکام اور بڑے سے بڑے قومی لیڈروں کا گہرا راز دار تھا۔ خود اپنی موت

کی آمد کے راز سے ایک منٹ قبل بھی نہ واقف ہو سکا۔

چیف کمشنر صوبہ کا سب سے بڑا عہدہ ہوتا ہے۔ مثل گورنر کے۔ صوبہ سرحد کے چیف کمشنر مع اپنی لیڈی صاحبہ کے سر شام حسب معمول بہار پریدل ہوا خودی کو نکلے۔ کچھ ہی دور چلے تھے کہ لاٹ صاحب کا بیر ایک کھڑ میں جا پڑا۔ اور لاٹ صاحب پوری پانچ سو فٹ کی گہرائی میں گر پڑے۔ تین چار گھنٹہ کی تلاش کے بعد چور چور لاشہ بھی بمشکل ہی نکالا جاسکا۔

صوبہ کا سب سے اعلیٰ انگریز حاکم تھا۔ پولیس کے سنٹری۔ سواروں کے دستے۔ فوج کے سپاہی۔ ایڈیٹنگ۔ پرائیویٹ سیکرٹری کسی کی رفاقت کچھ بھی کام نہ آئی۔ ڈاکٹر ایک ذرہ بھی مدد نہ پہنچا سکے۔ اور جب وقت آیا تو اسی طرح جان دینی پڑی جس طرح غریب سے غریب رعایا مرنی رہتی ہے۔ یہ تینوں واقعات جی چاہے انہیں حادثات کہہ کر اپنے دل کو سمجھالیں گے ایک ہی پھینے کے اندر میں آکر ہے۔ نہل من ٹھوکر؟

سائینس کے محجزات اسے یہ حکایت شائع ہوئی ہے۔ کہ ایک مشہور فلم ایکٹر ایک روز کیلیفورنیا کے ایک مقام پر بیٹھا ہوا اپنی بیوی سے تین ہزار میل کے فاصلے پر امریکہ کے دوسرے شہر کے نیویارک میں ٹیلیفون پر گفتگو کر رہا تھا۔ باتیں کرتے کرتے ایکبارگی بیوی کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ کہ ہائے میرا بچہ ڈوبا۔ اور ٹیلیفون کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ باپ ادھر ماں اور بچہ ادھر۔ باپ سخت مصیبت میں مبتلا کہ اب کرے تو کیا کرے بائے کوئی ۲۰ منٹ کے بعد ماں کی آواز پھر آئی۔ کہ بچہ کی جان بچ گئی۔

تلاش میں ڈوبا جا رہا تھا۔ میں نے دوڑ کر نکالا۔

جن اخبارات نے یہ حکایت چھاپی ہے۔ بطور ایک لچپ خبر کے شائع کی ہے۔ امریکی اور سنڈی کسی اخبار نے بھی یہ جرح نہیں کی۔ کہ تین ہزار میل کی کسی آواز کو سن لینا ممکن کیونکہ ہے؟ ٹیلیفون۔ تار اور لاسکی کے ہاتھوں روزمرہ ایسے واقعات ہوتے ہی لہتے ہیں۔ لیکن اسی صورت و دفعہ میں ذرا

سی ترمیم یہ کر دیجئے۔ کہ بجائے ٹیلیفون کے یہ کہہ دیجئے۔ کہ فلاں بزرگ نے اپنی نگاہ کشتی سے تین ہزار سال کے حالات گھر بیٹھے معلوم کر لئے۔ اور پھر دیکھئے۔ کہ اللہ کے بندے آپ کی روایت پر یقین کرتے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ نہیں۔ یہیں اسی سرزمین کے کتنے فرنگیت آپ فرزند ان خرافات پر یقین کریں گے؟ اللہ است۔ لوہے کی تار سے یہ عقیدت۔ اور قلب الہی کے مجاہدات و ریاضیات کے اثرات طبعی سے با تحقیق اور قبل تحقیق انکار ہی انکار۔ سائنس کے معجزات فرما قابل قبول اور بزرگوں کے مکاشفات سے کسرا عرض!

## تاریخ اسلام کا ایک ورق

### مہدی سوڈان

سوڈان محمد علی پاشا کے زمانہ سے مصر کا جزو سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ وہاں چھوٹے چھوٹے امراء خود مختار حکمران تھے۔ لیکن ۱۸۹۸ء کے قریب وہاں ایک نہایت نیک پاکٹن غیور اور باہمت بزرگ کا ظہور ہوا۔ آپ کا نام محمد احمد تھا۔ جو مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور نہ صرف تاریخ مصر میں بلکہ تاریخ عالم میں غیر فانی شہرت و عظمت کا مالک ہیں۔ انہوں نے اپنے مٹھی بھر متبعین کی مدد سے ایک عرصہ تک حکومت برطانیہ کو لرزہ بر اندام رکھا۔ موصوف سوڈان میں ڈنگولہ کے قریب ایک چھوٹے جزیرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے باپ عبداللہ کشتی سازی کا کام کرتے تھے۔ وہاں جب ان کے کاروبار کو فروغ نہ ہوا تو یہ اپنے خندہ سال بچے محمد احمد کو لیکر جزیرہ ایابین سکونت پذیر ہو گئے۔ جو خرطوم سے شمالی جانب نیل ایضاً پر واقع ہے۔ محمد احمد نے یہیں ہوش بنایا اور ابتدائی تعلیم و تربیت بھی یہیں ہوئی۔

### ایام طفولیت

مورخین کا بیان ہے کہ محمد احمد کو بچپن ہی سے مذہب کے ساتھ غیر معمولی شغف تھا۔ یہ کسی میں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کو دینے کی بجائے عبادت الہی اور تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ نماز تہجد نہایت پابندی کی ساتھ پڑھتے تھے۔ بعض

اوقات ساری رات عبادت الہی میں گزار دیتے تھے۔ عمر کے ساتھ مذہبی شغف بھی بڑھتا گیا۔ ۲۰-۲۲ سال کی پُر آشوب عمر میں جبکہ نوجوانوں کا سفینہ محشر ستان جذبات بنا ہوتا ہے۔ انہوں نے غار میں بیٹھ کر یاد الہی شروع کر دی بیشک کی خوشبو چھپی نہیں رہتی۔ ان کے زہد و عبادت - پرہیز گاری اور ریاضت کا شہرہ بہت جلد دور دور پھیل گیا۔ اور لوگ جوق جوق ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور یہ غیر معروف جزیرہ بہت جلد مرجع خلافت بن گیا۔ پیغمبر بات ہے کہ موصوف کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاکت اسبی حاصل ہی ہے۔ اور ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ان کے والد کا نام عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ تھا۔ وہ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے مہدی کہے جاتے تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اس کی تردید کرتے رہے۔

### جنگ حریت کا آغاز

سوڈان پر مصری ہمیشہ سے مظالم برپا کرتے چلتے تھے۔ اور بد نظمی و مطلق العنانی اپنی انتہا کو پہنچائی تھی۔ بڑے بڑے بردہ فروشوں نے حاجا مندیاں قائم کر لی تھیں اور سوڈان کی بچوں اور بچیوں کو کپڑا کپڑا کر بیچا کرتے تھے۔ محمد احمد نے جب یہ حالات دیکھے۔ تو اس کا دل قومی مہمردی سے سمور ہو گیا۔ خدا کے بھروسے پر اس نے بغاوت تحریک شروع کی چند دنوں میں یہ تحریک پھیل گئی۔ ۱۸۸۱ء کے قریب اس کے پیروں کی کافی تعداد اس کے پاس جمع ہو گئی۔ انہوں نے سوڈان کو ظلم و ستم سے نجات دلانے کا عزم باخبرم کر لیا۔ اور اسی سال علی الاعلان یہ تحریک بھی شروع کر دی کہ اہل سوڈان وطن عزیز کو انگریزوں اور مصریوں کے پنجے سے نجات دلائیں۔ مہدی کا دائرہ اثر بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سوڈان کی اکثر فوجیں اس کی عقیدت مند ہو گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر سوڈان کے اکثر علاقوں پر مہدی کا قبضہ ہو گیا۔ اور وہاں کے گورنر جنرل نے برطانیہ سے امداد طلب کی۔

### شوق شہادت

مہدی سوڈان کی مذہبی تعلیمات کا سنگ اساس یہ تھا کہ راہ خدا میں موت زیادہ

کوئی چیز سپاری نہیں۔ اور ایک مسلمان کے لئے شہادت سے بڑھ کر کوئی اعزاز نہیں۔ اس تعلیم سے مہدی کے پیرو نہایت بے جگری سے میدان جنگ میں لڑتے تھے۔ ۱۸۸۳ء کے آغاز میں مہدی کے انصار نے صوبہ کردخان کے پاینخت الحید کا محاصرہ کر لیا۔ برطانوی جنرل کس دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا۔ مہدی کے پیروجن کے نزدیک موت کوئی چیز نہ تھی۔ بڑی دلیری سے صف آرا ہو کر مقابلہ کیا۔ جنرل مذکور دوسرے نو انگریز افسروں کیسرگھٹ اس لڑائی میں کام آیا۔ اور دس ہزار سپاہیوں میں سے محدثے چند جان بچا بھاگے۔ اس شہادت فریح سے سائے سوڈان میں مہدی کا دھاک بیٹھ گئی۔ چند ہی ماہ کے بعد مہدی کے سپہ سالار دغنے نے سوان کے قریب انگریزی فوجوں کو شکست دی۔

مذکورہ بالا دو شکستوں کے بعد حکومت نے سر ملینائن کی قیادت میں ایک زبردست ہم سوڈان روانہ کی۔ مہروردی ۱۸۸۴ء کو یہ جرات شکر جس وقت قطیف کے مقام پر پہنچا۔ تو مہدی سوڈانی کے صرف بارہ سو متبعین موجود تھے۔ انگریزی فوجیں جدید اسلحہ جنگ سے مسلح تھیں۔ اور مہدی کے حلقہ بگوشوں کے پاس نیرے تھے۔ یا چرائی وضع کی تلواریں۔ لیکن ان کی جان بازی اور مسس فوشی نے انگریزی افواج کو بڑی طرح شکست دی۔ بہت سا مال غنیمت، توپ کارتوس اور سبذوقین ہاتھ آئیں۔ فوج کے تمام انگریز افسر اسے گئے۔ اور صرف چودہ سو سپاہی جان بچا کر بھاگے۔

### مذہب اسلام کی دعوت

حکومت انگلستان اپنے مشہور سپہ سالاروں کی شکست اور قتل سے حودہ پریشان تھی۔ اس شکست کے بعد جنرل گارڈن کو سوڈان بھیجا۔ جو دس سال پیشتر یہاں کے گورنر رہ چکے تھے۔ نامبرہ جس وقت سوڈان پر پہنچا۔ تو انگریزی فوجیں از سر نو مرتب کی گئیں۔ کئی ایک تجربہ کار سپہ سالار ان کا امداد و اعانت کیلئے مقرر کئے گئے۔ جنرل گارڈن اپنے رفقا اور فوج کے ساتھ خرطوم پہنچا۔ یہاں تک جب اس کی اطلاع ملی۔ تو اس کے پیچھے کے چند ہی روز بعد درویشانہ وضع کا ایک چٹورا



کپڑا۔ ایک چمڑے کی بیٹی اور ایک قسح کے ساتھ یہ تحریری پیغام بھیجا۔ کہ وہ مذہب اسلام قبول کر لیں۔ ورنہ ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائیگا۔ جنرل گارڈن نے جب اس چمڑی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ تو درمیانی مقامات کو فتح کر کے مہدی نے خسر طوم کا محاصرہ کر لیا۔ جنرل گارڈن جب اس محاصرہ سے تنگ آ گیا۔ تو لارڈ ولزلی ان کی امداد کے لئے بھیجے گئے۔ جب تک یہ خرطوم کے پاس پہنچے۔ مہدی کے عقیدت مندوں نے خرطوم فتح کر کے جنرل گارڈن کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

### مہدی کی وفات

لارڈ ولزلی چند دنوں تک سوکھ آرائی کرتے رہے۔ لیکن ان کی ایک نہ چلی۔ اس لئے حکومت کے ایماء پر ۲ جولائی ۱۸۸۵ء کو شکست خوردہ انگریزی فوجیں سوڈان سے ہٹا لی گئیں۔ مہدی کی خود مختار اور آزاد سلطنت قائم ہو گئی۔ ایک یورپین پادری جو کئی سال تک مہدی کی قید میں رہا۔ لکھتا ہے کہ مہدی کو اتباع شریعت میں غیر معمولی غلو تھا۔ مہدی کی حکومت خالص شرعی حکومت تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ دلیر اور بہادر مجاہد اپنی شاندار فتوحات سے زیادہ دنوں لطف اندوز نہ ہو سکا۔ ۱۸۸۵ء تک ہی میں ۲۷ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

### شمس رسالت کے روان

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا پہلا شرف جس مقدس ہستی کو حاصل ہوا۔ وہ کنیت کے لحاظ سے ابو الیوب انصاری کے نام سے دنیا میں مشہور ہوئے۔ اس فخر لازمہ ال کے حصول سے ان کو جو مسرت حاصل ہوئی۔ اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔

فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ماہ ان کے گھر میں قیام فرمایا۔ مکان کی دو منزلیں انھیں۔ نیچے کا حصہ زائرین کی آسانی کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پس فرمایا۔ ایک دفعہ اتفاق سے کوٹھے پر پانی کا جو گھڑا تھا

وہ ٹوٹ گیا۔ چھت محولی تھی۔ ڈر تھا کہ پانی نیچے ٹپکے مارا آنحضرتؐ کو تکلیف ہو۔ گھر میں میاں بوی کے اوڑھنے کے لئے صرف ایک ہی لحاف تھا۔ دونوں نے لحاف پانی پر ڈال دیا۔ کہ پانی جذب ہو کر رہ جائے۔ اور خود تمام رات سردی میں کاٹ دی۔ ان کے لئے یہ خیال کہ وہ اوپر اور خود حامل وحی نیچے ہے۔ ایسا سوہاں روح تھا جس نے ابوالیوب اور ان کی زوجہ کو ایک دفعہ شب بھر بیدار رکھا۔ اور دونوں میاں بوی نے اس سوہاں ادب کے خوف سے چھت کے کونوں میں بچکر رات بسر کی۔ صبح ابوالیوبؓ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ عرض کیا۔ اور درخواست کی کہ حضورؐ اوپر اقامت فرمائیں۔ جان نثار نیچے رہیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست منظور فرمائی۔ اور بالاقانہ پر تشریف لے گئے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پس خوردہ ابوالیوبؓ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ ابوالیوبؓ آنحضرتؐ کی انگلیوں کے نشان دیکھتے۔ اور جس طرف سے آں حضرتؐ نے نوش فرمایا ہو تا۔ وہیں انگلی رکھتے اور کھاتے۔ ایک دفعہ کھانا واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کہ حضورؐ نے تناول نہیں فرمایا۔ مضطربانہ خدمت اقدس میں پہنچے۔ اور نہ کھانے کا سبب دریافت کیا۔ ارشاد ہوا کہ کھانے میں لہسن تھا۔ اور میں لہسن پسند نہیں کرتا۔ ابوالیوبؓ نے عرض کیا۔ ائی اکسولہ مانکر؟ جو آپ کو ناپسند ہو یا رسول اللہؐ میں بھی اس کو ناپسند کروں گا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دفعہ صرف ایک حدیث کی سماعت کے لئے پیرانہ سالی میں مصر کا سفر اختیار کیا۔ اور عقبہ بن عامرؓ جہی سے حدیث سنکر فوراً اونٹ پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے۔

امیر معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں روم کے جہاد میں شرکت کی رقمطریقہ کی سرحد پر روم کے زرار گرم تھا۔ ایک مجاہد شکر کفار کی صفوں کو دہم بہم کرتا ہوا شہانہ زور و دشمنوں میں گھر گیا۔ عام مسلمانوں نے ہیک آواز کہا۔ کہ صریح آیت قرآنی لا تلقوا بایدیکم الی التصلک (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کے خلاف ہے۔ ابوالیوبؓ انصاریؓ آگے بڑھے۔ اور فوج کو مخاطب کر کے فرمایا۔

لوگوں نے اس آیت کے بیانیہ سمجھے۔ حالانکہ اس کا تعلق انصار کے ارادہ بخارج سے ہے۔ اسلام کے امن و فراخی کے بعد انصار نے ارادہ کیا کہ گزشتہ سالہائے جہاد و مشغولیت میں جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں ان کی تجارت کے ذریعہ تلافی کی جائے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ پس طاقت جہاد میں نہیں بلکہ ترک جہاد اور فراہمی مال میں ہے۔

اسی سفر جہاد میں عام و باہمی سیل حضرت ابو ایوبؓ بھی دبا، میں جاری ہوئے بیزید عیادت کے لئے تسمیہ اور پوچھا کہ کوئی وصیت کرتی ہے تو فرمائیے۔ تعمیل کی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ تم دشمن کی سر زمین میں جہاں تک جا سکو میرا جنازہ وہیں لے جا کر دفن کرو۔ چنانچہ وفات کے بعد اس کی تعمیل کی گئی۔ اور آپ قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے دفن کیے گئے۔ آپ کا مزار اب ٹنک و ہاں مرجع خلافت ہے۔ رومی عیسائی قحط کے زمانہ میں مزار اقدس پر جمع ہوتے تھے۔ اس کے وسیلے سے باران رحمت طلب کرتے تھے۔ اور خدا کے لطف و کرم کا تماشہ دیکھتے تھے۔

وفات نبوی کے بعد جان نثاروں کے لئے روضہ اقدس کے سوا اور کیا شے مایہ عقبتی ہو سکتی تھی۔ ایک دفعہ حضرت ابو ایوبؓ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اور اپنا چہرہ ضریح اقدس سے مس کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں مروان بن الحکم کا گورنر تھا۔ وہ آگیا۔ اس کو بطاہر یہ فعل خلاف سنت نظر آیا۔ لیکن ابو ایوبؓ سے بڑھ کر مروان واقف رموز نہ تھا۔ اصل اعتراض کو سمجھ کر آپ نے فرمایا۔ میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اینٹے اور پتھر کے پاس نہیں آیا۔ (اص ۷۳ ص ۵)

ح ۵ مسند احمد

جنگ احد میں لڑائی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے جان بازوں کے قدم اکھڑ گئے۔ صرف حیدر آدمی اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی تھے۔ حضرت انسؓ بن نضر نے میدان خالی دیکھا۔

سعد بن معاذ سے ملاقات ہوئی۔ تو کہا کہاں جاتے ہو جنت وہ ہے با  
 خدا کی قسم میں احد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر  
 نہایت جوش میں میدان کا قصد کیا۔ اور نہایت جوان مردی سے لڑکر  
 جان دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بدن زخموں سے بالکل جھلنی تھا۔ ستار کیا گیا۔  
 تو اسٹی سے اوپر زخم نکلے۔ کفار نے انہیں کھڑے کھڑے کر دیا۔  
 اسلئے شناخت نہ ہو سکی۔ ربح بنت نصر نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بہن  
 تھیں۔ انکی سے بھائی کو پہچانا۔

## ایک شیعہ کے سوالات کا جواب

(از مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب جیک نمبر ۲۳۳۲)

جملہ علماء دین کی خدمت میں اتنا ہے کہ طلب کا غرض وقت اخیر جناب  
 سرور کائنات کیا صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو نبی صلعم کے پیش کیا  
 گیا یا نہ؟ عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے حبس کتاب اللہ کہا ہے۔ یہ  
 صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو کیا بے ادبی ہے یا اطاعت ہے؟ تہمت  
 نہ بیان یا درد وغیرہ سے دی گئی ہے یا غلط ہے؟ قوموا عنی نبی صلعم  
 سے خطاب عطا کیا گیا ہے؟ کیا جس کو نکال دیا گیا ہے وہ مسلم ہے یا  
 نہ؟ کیا اس خطاب میں علی رضی اللہ عنہ شامل ہیں یا علیحدہ؟ ہر ایک کا  
 پورا ثبوت۔ نام کتاب مع راوی وغیرہ درج ہوں۔ کتب اے مقبول  
 باطریقین ہوں۔ سائل سید محمد شاہ نقیہ خود صوفی مشرب۔

(دینیہ الفاظ کیا تھ سوال لکھا گیا ہے)

**الجواب** حضرت صلعم نے مرض الموت میں کا غرض طلب فرمایا تھا۔ اور اس

جناب کے پیش کسی نے نہیں کیا تھا۔ بعض حدیثوں میں مرقوم ہے کہ جناب امیر  
 المؤمنین امام المسلمین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔  
 ”عند کہ القرآن جبکہ کتاب اللہ۔ تمہارے پاس قرآن ہے

اور یہ کتاب تم کو کافی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کا امتحان مطلوب تھا۔ کہ تیس سالہ سپہ و توغیط کا اثر میرے سامعین کے دلوں پر کیا ہوا ہے اور قرآن مجید کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کے متغنی اور آرزو مند ہیں یا نہیں؟۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دنیا کے منکاد اور مفہوم کے واقف ہوئے ہیں یا نہیں؟۔

جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خداداد ذہانت سے سمجھ گئے کہ مشکلم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب اس وقت صرف اپنے صحابہ کے اذعان اور یقین کا اندازہ کرنا ہے۔ چنانچہ صحابہ کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ متفق الخیال ہو گئی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر قلم ہاتھ میں نہ بکری تھی اور اس وقت قرآن مجید کے سوا کسی دوسری چیز کا لکھنا معتاد نہ تھا۔ ایسی حالت میں جناب قبلتی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مطلب سمجھنا حقیقت میں ان کی فراست سلیمہ کی ایک بین دلیل ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تحتطہ بمعینہ اذا لا کتاب المبطون (ترجمہ) اے پیغمبر قرآن سے پہلے نہ تم کوئی کتاب ہی پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اور نہ تم کو اپنے ہاتھ سے لکھنا ہی آتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو یہ بیدین خواہی خواہی شبہ کرتے۔

اور ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب حیۃ القلوب جلد دوم کے ص ۱۰۱ پر لکھتے ہیں۔ حدیث صحیحہ از فقرہ صادق علیہ السلام منقول است کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نامہ را می خواند و نمی نوشت۔ و در حدیث دیگر معتبر فرمودہ کہ از چیز ہائی کہ حق تعالیٰ منت گذاشتمہ بود بر پیغمبر خود۔ آن بود کہ امی بود و نمی نوشت و نامہ نمانی خواند۔



# زکوٰۃ و صدقات کا صحیح مصرف

دارالعلوم غریزیہ واقع جامع مسجد بھیر کے طلباء کی امداد  
انے حلقہ اثر سے زکوٰۃ و صدقات کی رقم جمع کر کے جلدی  
ارٹال فرمائیں۔ دارالعلوم کی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے

پتہ  
ناظم خرب الانصار بھیر پنجاب

عامی شخص کی موت کیوقت بلیوں اقارب اجانب جمع ہو جاتے  
ہیں۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت جناب امیر  
المومنین امام المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے دونوں فرزند  
ارجند جناب امام حسن علیہ السلام اور سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام  
اور اہل بیت کے دیگر جمیع افراد۔ اور نیز تمام نبوہ شہم اور صحابہ کرام  
موجود تھے۔ اور ایتھوں کے مخاطب تمام سامعین تھے۔ اور سب پر  
تعمیل امر و جہتھی۔ تو اہل بیت اور دیگر موجودہ میں سے کسی نے بھی  
کاغذ لا کر نہ دیا۔ کیا ایتھوں جمع کا صیغہ نہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر صحابہ  
جناب حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب سے دب گئے۔ یہ ایک  
ایسا مضحکہ انگیز جواب ہے۔ کہ ذاکروں مرثیہ خوانوں کے سوا دوسرا کوئی  
شخص سمجھ دار زبان پر نہیں لا سکتا۔ علیٰ هذا الفیاس قوموا بھی جمع کا صیغہ

ہے اس کے مخاطب بھی تمام بولنے والے اشخاص میں صرف ایک جناب امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں۔ حاضرین میں دو طرح کے آدمی تھے۔ بعض کہتے تھے۔ کہ حسب فرمان کاغذ اور تھمدان لا کر دنیا چاہئے۔ اور بعض صحابہ حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال اقدس کی تائید کرتے تھے۔ اور خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح عند کمال القرآن حکم کتاب اللہ پر زور دیتے تھے۔

بہر کیف حاضرین میں سے ساکت صامت کوئی شخص بھی نہ تھا۔ شدت درد کے باعث حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گفتگو قبلہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار خاطر مسلم ہوئی تو فرمایا۔ قوم را معنی۔ اور حاضرین میں سے کسی کو بھی نہیں لکا لگا گیا۔ اور جو لوگ رکال دنیا لکھتے ہیں وہ دریدہ دین اور گستاخ ہیں۔ ان کو لینے ایمانوں کا بہرہ دینا چاہئے۔

نہایت دغوتہمت کی نسبت کسی شخص سے وقوع میں نہیں آئی۔ یہ بے ادب لوگوں کی افترا پر دازیاں ہیں جو عربی عبارت نہیں سمجھ سکتے۔ اگر حدیث کے الفاظ عند سے پڑھتے۔ اور سمجھنے کی کوشش کرتے تو حق ان کی سمجھ میں آجاتا۔ حدیث کے مادی جناب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ فقالوا ما شانہ ہجر (ترجمہ) صجانہ کے کہا۔ کیا حال ہے آں جناب کا کیا آپ بیہوشی میں بولتے ہیں؟

یہ استفہام ہے۔ استفہام حکم سے خالی ہوتا ہے۔ بعض صحابہ نے رفیقوں سے دریافت کیا۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیہوش ہیں کلام مختلط فرما رہے ہیں یعنی نبی کے شان سے بعید ہے۔ کہ کلام مختلط فرمائے۔ اور آپ کیوں اس طرح فرما رہے ہیں۔

جیس کے دن یہ تمام ماجرا مرض ظہور میں آیا تھا۔ اور سوموار کے دن آپ کا جگر گلاز وصال ہوا ہے۔ درمیان میں آپ کی طبیعت من وجہ روحت ہو گئی تھی مگر آپ کا مطلب واقعی کچھ لکھوا نہ ہوا۔ تو افاقہ کی حالت میں کاغذ وغیرہ منگوا سکتے تھے۔ بلکہ خود بخود موجود فرما سکتے تھے۔ اگر جناب امیر المومنین

علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اود دیگر اہل بیت کے اکابر اعظم افراد شدتِ درو کے وقت مرعوب ہو کر کاغذ دینے سے قاصر تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر موجودگی میں بعد کو لادیتے سا ورتنائے نبوی کی تکمیل کی کچھ چار دنوں میں سہی فرماتے۔

اور صحیح مسلم کے دوسرے جلد صفحہ ۲ کتاب الوصیہ میں لکھا ہے۔ فقالوا ما شانہ یحیر استغفروا قل دعونی فاذی انا فیہ خیار و صیکم بثلاث اخرجوا المشرکین من جذیۃ العرب و اجزؤ الوفد نجو ما کنت اجیزہم و سکت عن التالثر او قالھا فالسیتھا (ترجمہ) پس حاضرین نے کہا کیا حال ہے رسول اللہ کا آیا سہوشی میں بولتے ہیں تم لوگ اچھی طرح سمجھو تو سہی۔ جب صحابہ نے مکر دریافت کیا تب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی حالت پر رہنے دو۔ جس حالت میں میں اس وقت ہوں وہ میرے لئے بہتر ہے۔ اس حالت سے جس کی طرف تم لوگ مجھے ملتفت کرتے ہو۔ میں تم کو تین وصتیں کرتا ہوں۔ مشرکوں کو جزیہ عرب سے جلا وطن کر دینا۔ وفد کو انعام دینا۔ جیسے میں اپنی زندگی میں انہیں انعام دیا کرتا تھا۔ تیسری بات سے جناب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چپ ہو رہے۔ یا بولیں فرمایا کہ میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔ یہ راوی کا شک ہے۔ اور بعض روایات میں تیسری بات جناب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی تیاری تھی۔ فقط

خالی الذین شخص کو حق معلوم کرنے کے لئے یہ مختصر تحریر کافی ہے اگر شبہ ہو تو مکر لکھو۔ عیدم الفرضی کے باعث اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔  
الفرض اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کاغذ پر بھی یہی تین وصتیں لکھنا لکھنا چاہتے تھے۔ جو آپ نے زبانی فرمادیں :

**خونجبری** الخرب الانصار کا دوسرا سالہ عظیم الشان جلسہ ۲۷ و ۲۸ سبتمبر ۱۹۳۱ء کو منعقد ہوگا۔ حضرت مخدوم العالم سجادہ نشین صاحب قبلہ سیال شریف بھی رونق افروز ہوں گے :

# محبت

(از مولانا احمد حسین خان صاحب اچھل حید آباد دکن)

مدینے کو جاتا ہے ماہ رسالت !  
 اٹھائے ہے صدیق بار نبوت  
 بلا رب کعبہ سے فرمان ہجرت  
 صداقت کی آغوش میں ہے محبت  
 یہ نور علی نور کی شان دیکھو  
 صداقت کے پہلو میں ایمان دیکھو

اندھیرے میں جاتے ہیں دو ماونا باں  
 نگہبان ہے دو جہاں کا نگہباں  
 چمکتا ہے ہر ذرہ میں نور ایمان  
 دھڑے رہ گئے سب عداوت ساں  
 جھپک سی گئیں ہر بداختر کی آنکھیں  
 مرج مہر کیا دیکھے شہر کی آنکھیں

شہنشاہ کونین نکلا جو گھر سے !  
 زمین سے زمین سے شجر سے حجر سے  
 دھواں سوزِ فرقت کا اٹھا جگر سے  
 اٹھا شور کعبہ کی دیوار دور سے  
 چلا تو کہاں رب کے گھر کے اُجالے  
 نہ جا چھوڑ کر ہم کو ادھ جانے والے

چلی صحن کعبہ سے باد بہاری  
 پہنی رخصتِ رحمت رب باری  
 مدینے کو جاتی ہے گل کی سواری  
 ہر اک غم میں کرتا ہے فریاد و زاری  
 کوئی کہہ رہا ہے جگر کو سنھالے  
 ادھر دیکھ لینا۔ ادھر جانے والے

ہے دریائے خونِ چشمِ نغمہ سے جاری  
 ہر اک دل میں ہے برقی سی بے قزاری  
 سوا و جسم میں ہے اک سو گواری  
 ہر اک کی صدا ہے کہ سن لے ہماری  
 نہ جاہم سے منہ موڑ کر جانے والے  
 یہاں کون ہم بیکیوں کو سنھالے

صفا مردہ کا دل ہوا پارا پارا  
 وہ بجلی گری پھٹ گیا سنگِ خارا

ہوا غم سے کعبہ سیاہ پوش سارا      تڑپ کر یہ غارِ حیرانے پکارا  
 کہاں تو چلا میرے نازوں کے پالے  
 پھر آمیری آغوش میں جانے والے  
 پھر اپنے گھر میرے گھر کے اُجالے      شینے نہ جا میرے نازوں کے پالے  
 پھر اک بار قدموں سے اپنے لگالے      ادھر ادھر آ مرے جانے والے  
 اے کعبہ والو! دھائی دھائی  
 چھ سالہ لکٹی ہے میری مکی  
 کوئی میرے روتھے ہوئے کو منالے      وہ دیکھو وہ جاتا ہے کوئی بلا لے  
 نہ جا کالے کوسوں پہ ادا جانے والے      پڑیں گے میرے دل پہ پاؤں کے چھالے  
 حرا کا حرارت سے دلِ جبل لہے  
 دلِ سنگ بھی موم سا گل رہا ہے!  
 غضب ہے کہ تو بچے سے منہ موڑتا ہے      دلِ سنگ پتھر پر سر چھوڑتا ہے!  
 خطا میری کیا کیوں مجھے چھوڑتا ہے      ترا جبر پتھر کا دل توڑتا ہے!!  
 مرے محل آنجے کو دل میں چھپا لوں  
 کلیجے سے اک مرتبہ پھر لگا لوں!  
 ادھر نورِ چنیا کہ میں منتظر ہوں!      چلے گا کسی کا نہ اب کوئی افسوں  
 بلاتا ہے کون آج میں بھی تو دیکھوں      ہے شمس و قمر کے لئے نورِ موزوں  
 بنے کا محل آج یہ نور کا بُرج  
 نہ ہوگا فلک پر بھی اس طور کا بُرج  
 صُوبت سے طے کر کے سارے مراحل      ہوئے دامنِ نور میں دونوں داخل  
 چھپے ایک بدلی میں دو بدرِ خال      ہوا آج برسوں کا مقصودِ حاصل  
 یہ کون آج سر رکھ کے یوں سو گیا ہے  
 کہ زانوئے صدیقِ دل ہو گیا ہے  
 وطن چھوڑ کر اپنا مطلوب پایا      محبت نے جنگل کو تنگل بنایا  
 اے کوڑھ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے: سہ محل نام ہے



کہاں آج پنچا صداقت کا پایہ جو رہتا تھا دل میں وہ پہلو میں آیا

سے صدیق پر کتنی رحمت خدا کی

کہ ہجرت میں بھی ہے میتؑ خدا کی

ہوئے ثور سے پھر مدینے کو راہی نہ ماہی مراتب نہ فرج و سپاہی

مگر ہاتھ میں ہے دو عالم کی شاہی چمکتا ہے چہروں نے نورِ الہی !!

فلک کی صدا ہے محمدؐ یہی ہے

احد کہہ رہا ہے کہ احمدؐ یہی ہے

شہنشاہ کون و مکان آ رہا ہے - مدینہ کا ہر ذرہ اتر رہا ہے !

حبابِ کرم ہر طرف چھا رہا ہے زمین پر فلک نورِ برسا رہا ہے

ہر اک گھر تجلی کا مسکن بنا ہے

ہر اک ذرہ وادیِ امین بنا ہے

مدینہ میں اب آؤ مصطفیٰ ہے جدھر سنئے آوازِ صلیٰ علیٰ ہے

مدینہ کا گلزارِ جنت بنا ہے مبارک سلامت کا غلّ ہو رہا ہے

شجر کہہ رہا ہے سلامؑ علیکم

حجر کہہ رہا ہے سلامؑ علیکم

نبیؐ کرم سلامؑ علیکم شہرِ ہر دو عالم سلامؑ علیکم

رسالت کے خاتم سلامؑ علیکم غریبوں کے ہمد سلامؑ علیکم

گوبد زمین و زمان با ترغ

سلامؑ علیکم سلامؑ علیکم

مہاجر کے لینے کو انصار آئے پر لے ہوئے اپنے اپنے پر لے

شرِ دین مدینے میں تشریف لائے خدا کی عنایت نے یہ دن دکھائے

چلا پاؤں پر لوٹنے دل نکل کر

ادب کہہ رہا ہے کہ ہاں ہاں بھل کر

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَقُولُ لَصَاحِبِهِ لَا تَخْذَن إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

عجب شان سے آتا ہے آنے والا  
نظر آتی ہے قدرتِ حق قبالے

ہزاروں دلِ عاشقان روند ڈالا  
چھوڑے جاتے ہیں دل نہ بربھی بھالا

پر نورِ دیکھو !

نئی بات ہے نورِ پر طور دیکھو !

جس ہے کہ مضمونِ رحمت کا عنوان  
دو آنکھوں سے حسن و محبت نمایاں

دو ابرو سے ظاہر و جوبِ امکان  
دو رخسار دو چشمِ نورِ ایمان

لبِ لعل سے ہے اُمید شفاعت

یہ فضلِ دہن ہے کلیدِ شفاعت

وہ دوشِ مبارک پہ بردِ میانی

تنِ پاک میں ہے قبا کی سہائی

عمامہ ہے ہمدوشِ سبعِ المثنائی

وہ مازِ غ کا سرِ حشمِ سید میں

کہاں حسنِ یہ دیدہ مہر و مہ میں !!

وہ رحمتِ دو عالم کی کہلائے والا

وہ کثرت میں توحید سکھانے والا

وہ تئیں سے عرش پر جانے والا

وہ شمعِ ہدایت کے ساتھ آنی والا

عجب آن والا عجب شان والا

وہ رحمان والا - وہ قرآن والا

عینہ میں آیا ہے اب کعبہ والا

ہا نورِ ایمان سے ہر سو اُجالا

ہے تاروں کا مہتاب کے گرد والا

محمد کے رخ سے نقاب اُٹھ گیا ہے

تجلیِ حق سے حجاب اُٹھ گیا ہے

محبت میں آنکھیں بھجاتا ہے کوئی

تصور میں صورت جاتا ہے کوئی

بنھائے ہوئے دل کو آتا ہے کوئی

اشاروں سے چپکے بلاتا ہے کوئی

محبت کا سودا ہے ہر ایک سر میں

ہر اک چاہتا ہے ہے میرے گھر میں

اے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کا لجمہ بالہم اقتدیتم اقتدیتم

کسی کی نگاہیں ہیں رُوئے حیں پر کوئی جان دیتا ہے روشن جبیں پر  
کسی کی نظر دیدہ سرگمیں پر نصیحت ہے کوئی قدر دلنشین پر

ہے کوئی تو قدموں میں آنکھیں بھجائے

کفر پا میں فرگاں کوئی مچھوڑ جائے

کوئی کہہ رہا ہے کہ آنکھوں میں آؤ کوئی کہہ رہا ہے کہ دل میں سماؤ  
کوئی کہہ رہا ہے کہ صورت دکھاؤ کوئی کہہ رہا ہے اب آگے نہ جاؤ

عرے دل میں آ جاؤ ایمان بن کر

اُتر آؤ سینے میں قرآن بن کر

نصیب بوالہب اک بار چمکا وہیں ناقہ ٹھہرا رسول اُمم کا

اُتر آیا ساحل پہ دریا کرم کا دو عالم سے دھویا گیا نقشِ خم کا

محبت نے آخر محمدؐ کو کھینچا !

دلی جذب نے اپنے مقصد کو کھینچا

برائے جاری بھی اُمید یارب نظر آئے کثرت میں توحید یارب

کوئی ایسی پیدا ہو تمہید یارب ہلے بھی گھر ہو کبھی عید یارب

فقروں کے بال آئے شاہِ مدینہ

اُتر آئے آنکھوں میں ماہِ مدینہ

کبھی ہر قدم پر ہم آنکھیں بھجائیں کبھی با ادب ہو کے سر کو جھکائیں

کبھی ہوں تصدق کبھی لیں بلائیں کبھی لیں بلائیں کبھی دیں دعائیں

محمدؐ جو مل جائیں کیا کیا کریں ہم

خدا کی قسم اک تماشا کریں ہم

کبھی اپنی آنکھوں میں ان کو بٹھائیں کبھی صورتِ پاکِ دل میں جائیں

کبھی اپنا افسانہ زعم سنائیں کبھی فرطِ شادی سے آنسو بہائیں

محمدؐ جو مل جائیں کیا کیا کریں ہم

خدا کی قسم اک تماشا کریں ہم

کبھی بہت زلف سونگھا کریں ہم کبھی تارِ گیسو میں الجھا کریں ہم

کبھی رُوحے پُر نور دیکھا کریں ہم کبھی اپنی آنکھوں سے پردا کریں ہم  
 محمد جو لمبا نہیں کیا کیا کریں ہم  
 خدا کی قسم اک تماشہ کریں ہم کبھی دُور ہٹ کر نظار کریں ہم  
 کبھی آ کے نزدیک دیکھا کریں ہم  
 کبھی گر کے قدموں پہ رویا کریں ہم کبھی رو کے ان کو ہنسیا کریں ہم  
 محمد جو مل جائیں کیا کیا کریں ہم  
 خدا کی قسم اک تماشہ کریں ہم  
 کریں گے کبھی عاجزانہ خوشامد کہیں گے کبھی اُن سے ہم دل کا مقصد  
 محبت میں اجمد رسیدگار باں نہ محمد محمد محمد محمد محمد محمد محمد  
 محمد جو مل جائیں کیا کیا کریں ہم  
 خدا کی قسم اک تماشہ کریں ہم

## تفہیم

۱۔ قواعد القرآن لتعليم الصبيان - اس نام کا ایک جدید قاعدہ جناب  
 محمد عبد الشکور صاحب سعید نورانی مدرسی نے تالیف فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی  
 خدمت نبیؐ یہ سخی یقیناً خداوند کریم کی بارگاہ سے اجر عظیم حاصل کر لیا باعث ہوگی جتنے  
 قاعدے اس وقت تک رائج ہیں ملن میں یہ قابل قدر اضافہ بہت مفید ثابت  
 ہوگا۔ اس کے پڑھنے سے چھ ماہ کے اندر قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر لیا جنڈاں مشکل  
 نہ ہوگا۔ خط بہت واضح عمدہ اور صاف ہے۔ طباعت بھی اچھی ہے جس محنت و  
 جانفشانی دسی سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ وہ جید قابل قدر ہے۔ حروف کی  
 شناخت حروف کی ترکیب معلوم کرنے میں بچوں کے لئے بہت آسانی حاصل ہو  
 گئی ہے۔ حضرات علمائے کرام نے قاعدہ کی نئی ترتیب کو سچا پسند فرمایا ہے۔  
 مدارس اسلامیہ کے مدین کو اپنے ہاں اس کی ترویج میں سعی کرنی چاہئے تاکہ بچے

قرآن مجید جلدی اور صحیح پڑھ سکیں مصنف کی حوصلہ افزائی کیلئے قوم کی طرف سے جلدی قدم اٹھانا چاہئے۔ ہدیہ فی سر۔ زیادہ تعداد میں طلب کرنے والوں سے خاص

رعایت ہوگی۔ الشکر محمد عبید بن عمر خطاب مجید نوری نمبر ۶۔ گدنگ گلی۔ مدراس

۲۔ برق ہدایت اس نام کا رسالہ حضرت قلندر بیان قادری زہیر عاقل شاہی نے تصنیف فرمایا ہے جس میں علم پرستی و دیگر مشرکانہ رسوم کی جن کا رواج محرم کے موقع پر دکن میں موجود ہے۔ تردید کی گئی ہے۔ اور اس پیلیہ میں تبلیغ احکام اسلام کا فرض ادا کیا گیا ہے قیمت ۸

۳۔ مدارج البشر یہ کتاب بھی حضرت زہیر کی تصنیف ہے۔ اس میں مدارج بشریت کے ذکر کے ساتھ تناسخ کا رد کیا گیا ہے قیمت ۴

۴۔ تصویر ہدایت و ماتم شہید ہر دو رسالوں میں دردناک و مؤثر پیرایہ سے حضرت سلطان شیو

شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا ذکر کر کے قوم کو دعوت عمل دی گئی ہے سلطان شہید کا مرثیہ دراصل اسلام کی شان و شوکت کی بربادی کا مرثیہ ہے۔ ہر دو رسائل نظم میں ہیں اور حضرت زہیر کی تصنیف ہیں۔ یہ رسائل اور برق ہدایت و مدارج البشر حضرت مصنف سے معرفت سید شاہ حضرت جی خاں لقاہ مرصا دیہ

چامراپٹ بنگلور سٹی کے پتہ سے مل سکتے ہیں۔ پنجابی زبان میں پرجوش و دلاویز نظمیں اور نعتوں کا مجموعہ۔ ردافض کے پھیلے ہوئے زہر کیلئے عمدہ

۵۔ ترانہ محمدی اور خان محمد صاحب گھڑی ساز پٹواں خان کی مساعی جمیلہ کا اور داعی کاوشوں کا نتیجہ۔ حقانیت کی تبلیغ کے لئے مؤثر ذریعہ ترانہ محمدی ہر مسلمان خفی کو خرید کرنا چاہئے۔ اور ان نعتوں کی ترویج سے مصنف کی حوصلہ افزائی کی۔ قیمت ۴۔ تاجران کتب کو کمیشن معقول دیا جاتا ہے۔

ملی پابنتہ خان محمد صاحب گھڑی ساز پٹواں خان ضلیح جہلم



# مساوات کے پردہ میں سادات کی توہین

ستیز کار رہا ہے ازل سے تا امروز  
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ابتداءً آفرینش سے حق و باطل کی آویزش جاری ہے۔ خبیث و طیب ہر زمانہ میں موجود ہے۔ حزب الشیطان اور حزب اللہ کی جگہ ہر زمانہ میں جاری رہی باطل نے ہزار جتن کئے۔ جہل و غریب۔ تلبیس و کتمان غرض ہزاروں ہتھیاروں کے مسلح ہو کر حق کو دبائے کی سعی کی گئی مگر

نور حق شمع الہی ہے بجھا سکتا ہے کون  
جس کا حامی ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

ابولہب و ابوجہل نے چراغ اسلام کے گل کرنے کی ناکام سعی میں جانیں تک دے دیں۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر مولانا یحیٰی عسکریؒ کے مطابق کفار جلتے ہی رہے۔ آقاؐ نے ناعار تاجدار مدینہ محمدؐ علی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے ایک عالم میں اُجالا ہو گیا۔ آفتاب رسالت کی کرنیں یسنا صدیق و عمرو عثمان و علی رضی اللہ عنہم و دیگر اصحابؓ نے اقصائے عالم کو منور کر دیا۔ شیرہ چشم آہمیں چندھیا گئیں، اعدائے دین پتے ہر منصوبہ میں ناکام رہے۔ خلافت راشدہ کے مقدس دور کے بعد یزید ابن زیاد و شمر جیسے بدبختانِ ازلی متبعینِ شیطان اور شبث ابولہبی کے وارث پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نور عین مصطفیٰؐ کی شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مددِ رفا کے کر بلا کے تپتے ہوئے میدان میں شہادت کی میٹھی تیند سلا دیا۔ مگر

قتل حسین اہل میں مرگِ نرید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد  
خارج نے اہل بیتِ نبوت و آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوتِ بغض میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ بدافض نے حبِ اہل بیت کے پردہ میں جو کچھ کیا۔ اُس سے زمانہ واقف ہے۔ مگر شمع رسالت کے یہ پر جانے ظلمت کدہ عالم

کو اپنی نورانی شیعوں سے منور کرتے رہے۔ یزید و ن لیطخووا للہ باقواہ  
واللہ اعلم بآمرہ ولولہ الکافرون۔ ہم سمجھتے تھے کہ یزید و شمر کا زمانہ گزر چکا۔ اس  
بیت کے دشمن دنیا سے ناپید ہو چکے۔ مگر ۱۶ جمادی الاول سنہ ۳۵ھ کے  
پرچوں کے جبریدہ رہبر دکن سے ایک سلسلہ مضامین پڑھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی۔  
اللہ استر ایمان کا دعویٰ رکھتے ہوئے مساوات کراہم کی توہین کرنے والا ابوالخیر  
کے نام سے اپنے آپ کو دنیا بظاہر کرتا ہے۔ مساوات کے اس جھوٹے مبلغ اور  
یزید و شمر کے اس حقیقی جانشین کو اگر شرم و غیرت ہو تو ڈوب مرے اس پائے کو ابوالخیر  
قرار دینا باعث تعجب ہے۔ جب خیر و شر میں مساوات ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کو  
ابوالشر کے نام سے پکارا جائے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ مفتی صاحب مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن نے اپنے ایک  
فتویٰ میں سید زادی کا نکاح غیر سید سے ادب کے منافی قرار دیا۔ اس پر  
شیاطین الانس جن کے خمیر میں وہا بیت۔ ناحیت و خارجیت سمائی ہوئی تھی۔ سری  
طرح چھینے اور چلائے۔ اگر ان لوگوں میں محفلیت ہوتی تو مفتی صاحب کے پیش کردہ دلائل  
فابہ و پر غور کرتے۔ مگر عدلے مساوات کو عقل و خرد۔ دلیل و برہان سے کوئی  
تعلق ہی نہیں۔ سب سے پہلے جبریدہ رہبر دکن کے دبیر نے جو اپنے آپ کو سید  
کہتے ہیں۔ اس پر ایک مقالہ افتتاحیہ لکھ کر مساوات اسلامیہ کا راگ گاکر  
اپنی محدود علمی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس مسئلہ سے اختلاف ظاہر کیا۔  
دبیر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مفتی صاحب کا نئے سخن آپ جیسے  
اشخاص کی طرف نہ لکھا۔ آپ شوق سے اپنی لڑکیوں کو جن کے نکاح میں  
دینا چاہیں جے دیں۔ آپ کے لئے خالی ہونیک کی کوئی وجہ نہیں۔ ابوالشر  
جیسے بناوٹی مٹلا فتوے دینے کے لئے آپ کو بل جائیں گے۔ مگر یاد رکھئے  
ایسے دشمن ملت انتخاص جہاں خود ڈوبے ہیں۔ وہاں آپ کو بھی لے ڈوبیں گے۔  
ابوالخیر صاحب نے مفتی صاحب کے پیش کردہ دلائل کو اپنے تمام مضمون میں  
کسی جگہ چھوڑا تک نہیں۔ ابوالخیر کے دلائل کیا ہیں صرف مغالطے ہیں بحادث  
واقوال بزرگان دین سے غلط نتائج اخذ کرنے کی سعی لاصاصل کی گئی ہے۔

لفاطی کے ذریعہ حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ابوالخیر کے خیال میں مساوات کی فضیلت کا خیال ایک عجیبی نہیں ہے۔ اور ہندوستان کی اقوام ہندو میں فسادات کی بندش کا اثر ہے۔ مگر خود مضمون نگار نے مساوات اسلامیہ کو سمجھنے سے قاصر رہ کر یورپ کی متحدانہ تعلیم کے زیر اثر خالص اسلامی اصطلاح کا غلط مطلب بیان کر کے اپنا افریختی تاب ہونا ثابت کر دیا ہے۔ افسوس ہے کہ عجیبی تجنیل اور اعتبار کے اثر نے خالص اسلامی اصطلاحوں کے خود ساختہ معانی لوگوں کے ذہن میں پیدا کر دیئے اور کچھ طبائع نے اسلامی عقاید کو بھی اسی رنگ میں دیکھنا شروع کر دیا۔ اسلام جمہوریت کا اولین مبلغ و داعی ہے۔ مگر یورپ کی مصنوعی اور دلفریب جمہوریت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر دوس کی برائے نام مساوات پر اسلامی مساوات کو قیاس کرنا بدترین حماقت ہے۔

### اسلامی مساوات

ظہور اسلام سے پہلے مذاہب عالم میں مساوات کا تجل تک موجود نہ تھا۔ امیر و غریب کے لئے جدا جدا قانون رائج تھے۔ جہاں غریب کو ادنیٰ جرم پر شدید ترین سزا دی جاتی تھی۔ وہاں امیر یا کسی عالمی نسب مجرم سے باز پرس تک نہ ہو سکتی تھی۔ آج بھی یورپ میں امراسکے گرجا الگ اور غنبا کے الگ موجود ہیں۔ ہندوستان میں شودر کو مناد میں داخلہ اور مذہبی تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتب میں احکام موجود ہیں۔ کہ شودر اگر وید کا ایک منتر کسی سے سیکھ لے۔ تو اُس کے کان میں تو ہے کی میخ گاڑ دی جائے۔ چھوٹ و چھات اور امیر و غریب کی تفریق کا اثر جمیع اعمال پر پڑا تھا۔ مگر اسلام نے ان تمام امتیازات کو مٹا دیا۔ اسود و احمر۔ شاہ و گدا۔ سب کے لئے ایک ضابطہ۔ ایک قانون اور ایک ہی دستور العمل اقصائے عالم میں رائج کر دیا۔ مساجد میں عبادت کے وقت سب کے یکساں حقوق تسلیم کئے گئے۔ تیزی سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے۔ بندہ و آقا و محتاج و غنی ایک ہوئے۔

صودہ اللہ کے اجرا میں کسی قسم کا امتیاز قائم نہ رکھا گیا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ معاملات و عبادت غرض جمیع احکام میں شریعت کی پابندی پر مسلم ہر فرض کی گئی۔ ان امور میں نبی فضیلت کی بنا پر کسی کو مستثنیٰ نہ کیا گیا۔ اسی لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث شریف میں ان اکابر حکم عند اللہ اتفاق کے فرمان ربانی کی تشریح فرمائی۔ تاکہ نبی فضیلت کے گھنڈ پر کوئی شخص اعمال و جزائے اعمال سے غافل نہ ہو جائے۔ بزرگان دین و اصحاب کرام نے اسی پر زور دیا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ افتخار بالمال والنسب سے اپنی اولاد کو منع فرمایا۔ انہی اقوال و احادیث کو ابو الخیر صاحب نے اپنے مضمون میں درج کر کے اپنے زعم میں سادات کی عدم فضیلت پر دلائل قاطعہ پیش کر دئے ہیں۔ مگر حق پندار اصحاب تمام مضمون کو پڑھ جائیں کسی جگہ ایک قول ایک حدیث بھی ایسی نہ ملیگی جس سے سادات کی عدم فضیلت پر دلیل لائی جاسکے۔ مساوات اسلامی کی مذکورہ بالا تشریح کو مدنظر رکھ کر کسی حدیث میں تضاد باقی نہیں رہتا۔

### اولاد و صالحین کا درجہ

اس میں شک نہیں کہ اسلام نے تقویٰ کو معیار فضیلت قرار دیا۔ مگر صالحین و متقین کی اولاد کو بھی اس فضیلت میں سے حصہ وافر عطا فرمایا درجات و مراتب کا انکار کرنا صریح نادمی ہے

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد  
مگر فرق مراتب نکنی زندیق  
میدان کر بلا میں اشقیاء کے سروں پر اسی مساوات کا جن سوار تھا۔ وہاں رسالت کو نہ سمجھ سکے آل سید المرسلین کا مرتبہ ان کی نظر میں اپنے جیسے انسانوں سے زیادہ نہ تھا۔ اسی لئے قیامت تک کے لئے اپنے اطفال کے ذریعہ لمحوں قرار دیئے گئے

گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر  
نیک و بد در دید شاں یکاں نمود  
ہست فرق درمیاں بے منتہی !

کارپا کاں را قیاس از خود گیر  
اشقیاء را دیدہ بینا نبود  
این ندانستند انشاں از عمی

اولیاء را ہجو خود نپداشتند ہمہری با انبیاء برداشتند  
صحف سعادتی میں سے تورت مقدس میں خداوند کریم فرماتا ہے کہ میں  
ایسا وفا دار ہوں جو میرے ساتھ محبت رکھے میری رحمت کی نظر نکات  
پشت تک رہتی ہے۔ قرآن مجید نے اس کی وضاحت فرمائی۔  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ  
دوسری جگہ نبی فضیلت کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا۔  
الرَّحِيمَاتِ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ وَالْحَسَنَاتِ لِلْحَسَنَاتِ  
وَالْحَسَنَاتُ لِلْحَسَنَاتِ۔

بداصل کی سرشت کو ثم بعد ذالک زینم کے الفاظ سے واضح فرمایا۔ اور  
معد اور غدار کے افعال کو اُس کے لطف کا اثر بتلایا۔  
صالحین کی اولاد کا واجب التعظیم ہونا حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کے  
قصہ سے ظاہر ہے۔ دو بچوں کے صالح ماں باپ مر گئے۔ اُن کے مکان  
کی دیوار گرنے والی تھی۔ خدا کے حکم سے اُس کے دو جلیل القدر معجزہ مند  
بن کر اُن کی دیوار کی مرمت کئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام استنفا  
پر حضرت خضر علیہ السلام اس فعل کی اصل وجہ بیان فرماتے ہیں۔ وہ قرآن مجید  
سے الفاظ ہی میں سن لیجئے۔ وَكَانَ الْوَهْمَا صَالِحًا۔

اللہ اللہ۔ خدا کو اپنے پیاروں کی خاطر کس قدر مرغوب ہوتی ہے۔ تنقین  
کا درجہ افضل ہونا تو قرآن سے ثابت ہے۔ مگر تنقین و صالحین کی اولاد پر  
خدا کے لطف و کرم کی بارش دیکھئے۔ اسی سے صالحین کی اولاد کے ساتھ  
محبت اور اُن کی خدمت کرنے کے فوائد معلوم ہو سکتے ہیں۔ نب کے اثر کا  
انکار کرنا حقائق کا منہ چڑانا ہے۔ کسی اثر کا موجود ہونا ہر حالت میں لازم  
ہے۔ اگرچہ وہ اثر ماحول کے اثرات پر غالب نہ آ سکے۔ مگر اس کی موجودگی سے  
انکار کرنا قرآن و حدیث سے عدم واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اُن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات خیار کھن فی الجاہلۃ خیار کھن فی الاسلام  
اور لا اثمۃ من القریش سے نب کے اثر کا ثبوت ملتا ہے۔ صالحین کیساتھ

محبت رکھنا عین ایمان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ارزق حبک حب من یحبک کی دعا مانگا کرتے تھے۔

پیسائے کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے۔

اُس کی آل و اولاد سے محبت کا دلوں میں جا گزیرا ہوتا لہذا ہدی ام ہے۔ اولاد تو ایک طرف عاشق کو کوئے محبوب کا گستا بھی پیارا لگتا ہے۔ اسی لئے اپنے اساتذہ و مشایخ کی اولاد کی تعظیم و محبت سلف صالحین کا شعار تھا۔

ساداتِ کرام کا درجہ

جب صاحبین کی اولاد کے ساتھ محبت کرنا۔ اور اُن کی خدمت کرنا ہمارے لئے باعث نجات ہو تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کے ساتھ محبت کرنا اور اُن کی تعظیم کرنا کیسے باعث افتخار و موجب فلاح و برکات نہ سمجھا جائے۔ ادنیٰ صالحین کی اولاد پر جب خداوند کریم کی اس قدر نظرِ کرم ہو۔ تو ساداتِ کرام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات کے نزول کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

تیری نسل پاک کا ہر پیچہ نور کا ۛ تو وہ عین نور ہے ہر ذرہ جس کا نور کا حضرت اعقوب علیہ السلام کی اولاد کو خداوند کریم الیٰ فضلت کس

علیٰ العالمین فرمائے۔ ابراہیم علیہ السلام کی آل کے حق میں وجہلنا فی ذرئہ النبوة کا ارشاد ہو۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت سے محروم رکھا جائے۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی شہید کرنے پر ان کی قوم عذاب میں مبتلا ہو گئی۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہتا۔ تو صالح علیہ السلام کی قوم ایک سال تک عذاب سے محفوظ رہتی۔ ناقہ صالح ؑ کے بچے کا عند اللہ یہ مرتبہ ہے۔ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت و اقربا کو اپنے لئے باعث رحمت و برکت نہ سمجھا جائے۔

ساداتِ کا حقیقی مطلب نہ سمجھنے والے قرآن مجید کا ازواجِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب لسانِ کا حبل من النساء (مرتبہ کے لحاظ سے) ہم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہیں غور سے پڑھیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اصحابی کا انجوم یا ھیم اقتدا یتیم اھتد یتیم (میرے اصحابی تاروں کی طرح

ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت کو یا لو گے) الفا طمہ بضعتہ منی الحسن والحین  
سید انبیا اہل الجنة کا سطاۃ کریں۔

### سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے ارشاد میں ہمارا پہاڑ کے برابر سونے کا خیرات کرنا۔ اجر میں صحابہ کرام کے  
الکشی بھر جو خیرات کرنے کے برابر فرمایا ہے۔ ان تصریحات سے اہل بیت عظام  
صحابہ کرام اور اہمات المؤمنین کے درجات رفیعہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اہل بیت کی  
محبت و تعظیم تمام اُمت پر فرض قرار دی گئی۔ من اجہم فجی ومن البغضہم  
جببخی۔ انیس اس قدر واضح احکام کے موجود ہوتے ہوئے ایسے دعوے دار  
ایمان موجود ہیں جو خیر و شر۔ نور و ظلمت میں تمیز کرنے سے عاری ہیں۔ اور اسوا  
مساحات کی رٹ لگا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء و اہل بیت کی توہین  
کرنے سے نہیں چوکتے۔

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (کیا عالم و جاہل  
برابر ہو سکتے ہیں) هل یستوی الا عمی والبصیر (کیا اندھا و بینا برابر ہو سکتے ہیں)  
مرض وفات میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت میں یہ الفاظ موجود  
تھے۔ انی تادک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کو اُمت کے لئے سفینہ

نوح سے تعبیر فرمایا۔ مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن  
تخلف عنها غرق (بخاری) میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے۔ جو اس پر  
سوار ہوا۔ نجات کیا۔ اور جو اس سے ہٹا۔ غرق ہو گیا)

فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خداوند کریم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
آل پاک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ چیزوں میں شامل کیا۔ محبت و  
تعظیم میں۔ طہارت میں۔ صلوة میں۔ سلام میں۔ اور صدق کی حرمت میں۔  
دُختر ابولہب کو کسی نے ہجرت کے بعد جہنم کے گندہ کی دُختر کہا۔ یہ سن کر  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضبناک ہو کر ممبر پر فرمایا۔ لوگوں کا کیا حال ہے۔ کہ  
میرے نسب و ناظم داروں کے بارہ میں مجھ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ خبردار ہو۔

کہ جو شخص میرے نسب و نامہ داروں کے بارہ میں مجھ کو ایذا پہنچا سکا۔ اُس نے دراصل مجھ کو ایذا پہنچائی۔ اور جس نے مجھ کو ایذا و تکلیف پہنچائی۔ اُس نے خدا کو ایذا و تکلیف پہنچائی۔ (طبرانی بحوالہ اسحاق الرامین)

ظاہری اعمال و افعال کے بگڑنے سے بھی سادات کرام سیادت سے محروم نہیں ہو سکتے۔ سونا اگر کچھ سے لت پت ہو جائے۔ تب بھی اُسے کوئی عقلمند یقین نہ کہے گا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہر انصالحون للہ والصالحون لی اور کل سبب و نسب ینقطع اکا سببی ونسبی شاہد ہیں۔

### سلف صالحین کا طرز عمل

شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی مخلوق کو برابر نہ کرو۔ کیونکہ وہ اہل سیادت ہیں۔ ان سے بغض رکھنا ان کے لئے حشرانِ حقیقی ہے۔ امام شترانی نے مناقب المنین میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر منت و احسان فرمائے۔ ازاںجملہ یہ ہے۔ کہ شرف و سادات اہل بیت اگرچہ کہ مادری سیدہوں۔ ان کی محبت مجھ کو عطا کی۔ اگرچہ کہ وہ قدم استقامت پر نہ ہوں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقہٴ درس میں ایک سید زادے کی تعظیم کے لئے جتنی دفعہ وہ سامنے سے گذرا بار بار کھڑے ہوئے۔

امام الائمہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر منصور خلیفہ عباسی نے سادات کی حمایت کے جرم میں جو تشدد کیا۔ اس کے واقعات تاریخ میں موجود ہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر کسی نے رفض کا اِزام لگایا۔ فرمایا۔ لو کان رفض حب الی محمد۔ فلنشهد الثقلان انی رافضی۔ دُنیا جہان کے استاد۔ علم اخلاق حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اچھی بحث بنی فاطمہ کہ بر قول اعیان کنی خانمہ  
اگر دعوتِ رد کنی در قبول من دوست دامن آلِ سُول للہ  
استاذ کل ارب زمین حضرت مولانا فیض الحسن صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ



علیہ فرماتے ہیں ۵

کسی کو ترک کسی کا آسرا ہو۔ ہو مبارک ہو  
میں تو آسرا ہے بس فقط اک آلِ اطر کا

زیرِ کان دین کے نزدیک سید ماں کے پیٹ سے ہی سید پیدا ہوتا ہے۔ اور  
اُس کی تعلیم اُسی وقت ہر مومن پر واجب ہو جاتی ہے۔

### سید زادیوں سے غیر سید کا نکاح

روافض و خوارج کے مذہب میں نکاح کے لئے کفو وغیرہ کا کوئی لحاظ  
نہیں۔ مگر اہل سنت والجماعت کے نزدیک خصوصاً مذہب حنفی میں کفو کا  
لحاظ رکھا گیا ہے۔ نبی ہاشم و دیگر قریشی ہم کفو سمجھے گئے ہیں۔ قریشیہ اگر غیر  
قریشی سے نکاح کرے۔ تو اس کے ولی کو فسخ کا حق حاصل ہے۔ سیدنا  
عثمان رضی اللہ عنہ و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قریشی النسل تھے۔ اسی لئے ان کو  
خاندانِ نبوت کے ساتھ داماد کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت زید رضی اللہ  
عنہ کے ساتھ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کر کے ابو الخیر نے  
اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی صحیح النسب  
قریشی تھے۔ مگر حوادثِ زمانہ کی وجہ سے امیرِ موکر غلام بنا دئے گئے۔ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اس لئے وہ  
نبی ہاشم کے ہم کفو تھے۔ مگر غلامی کا جو بٹہ لگ چکا تھا۔ اُس کا نتیجہ میاں بیوی  
میں بد مزگی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حضرت زیدؓ نے حضرت زینب کو مجبوراً  
طلاق دے دی۔ اسی واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت دھما  
و دھن کا ہم کفو و ہم بلہ ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے شریعتِ اسلامیہ نے کفو  
کا لحاظ رکھا ہے۔ اخبارِ صبح دکن کی اشاعت ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۰ھ  
میں ایک فتویٰ مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی کا شائع ہوا ہے جس میں مولوی  
صاحب کو اقرار کرنا پڑا۔ کہ منخل و پھان وغیرہ اقوام قریش کے ہم کفو نہیں ہیں  
لئے سید زادی کا اگر ان سے نکاح ہو جائے تو ولی کو فسخ کر دینے کا حق

حاصل ہے۔ مفتی صاحب مدرسہ نظامیہ نے اپنے فتویٰ میں فتویٰ حوالوں سے اس مسئلے کو اچھی طرح ثابت کیا ہے۔ مگر میری رائے میں اس مسئلہ کو فقہ کی کتب سے تلاش کرنا غیر ضروری ہے۔ یہ مسئلہ فقہ سے نہیں بلکہ عشق و محبت کے جذبہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے دل میں ایمان ہوگا۔ اُس کے دل میں سادات کی تعظیم و محبت ہوگی۔ ایسا شخص سید زادی کے ساتھ نکاح کرتے سے مجتنب رہے گا۔ ورنہ بشوہر کے لئے بیوی کی تعظیم کرنا امرِ محال ہے۔ اس میں اُس کی روزمرہ کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ بے ادبی کرنے سے ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہوگا۔ اور بشوہر بیکار اُٹھیکا ہوسے

در میانِ قہرِ دریاختہ بندم کردہ  
باز میگوئی کہ دامنِ ترکمن ہشیار باش

اسی لئے واقف اسرار شریعت حضرت امام عبد الوہاب شہرانی نے لطائف المنن میں سید زادی کے ساتھ نکاح کرنے کو ادب کے منافی قرار دیکر اس کے اجتہاد کی تلقین فرمائی۔

### لفظ آل و سید کا اطلاق

سیکرجہالت ابوالخیر نے لفظ آل و سید کے معانی تلاش کرتے اور اس کا اطلاق عام امتِ محمدیہ کے لئے ثابت کرنے میں بہت زور قلم صرف کیا معلوم نہیں۔ اس سے اُس کا کیا مقصد ہے۔ گدھے اور ابوالخیر دونوں کو جاندار کہہ سکتے ہیں۔ کیا اس کا اصول کے مطابق ابوالخیر اور گدھا درجہ میں مساوی ہیں؟ کیا ابوالخیر کو گدھا یا گدھے کو ابوالخیر کہہ سکتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ

لغوی طور پر ہر سردار کو سید کہا جاسکتا ہے۔ اور قرآن مجید میں آل کا لفظ تبعین کے معنی میں بھی وارد ہوا ہے۔ مگر اس تحقیق و تدقیق سے نبی صلا اللہ علیہ وسلم کی ذریت کا آل میں سے نہ ہونا یا سید نہ ہونا کہاں سے ثابت ہوا۔ یا سلوات کی عدم فضیلت پر کون سی دلیل پیش ہوئی۔ احادیث نبوی میں جن برگزیدہ حضرات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عزت اہل بیت اور قربی فرمایا۔ انہیں کو اسلامی اصطلاح میں تیرہ سو سال سے آلِ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم اور سید کے لفظ سے پکارا جاتا ہے۔ ریادت کا حقیقی تاج انہیں کے دل کو زیب دیتا ہے جن کا سلسلہ نسب سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم ختمِ نبوت پر پہنچتا ہے۔  
 ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

گر نہ بیند بروز شیرہ چشم  
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قرآن - حدیث - فقہ اور سلف صالحین کے اقوال سے سماعت کی فضیلت قطعاً ثابت ہے۔ معلوم نہیں۔ ان نصریات کو دیکھ کر ان گندم نما جو فروش لمحدین کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ یا قرآن میں تدبر کرنے سے یکسر محروم ہیں۔ مفتی صاحب مدرسہ نظامیہ نے اگر سیدزادی سے نکاح کو ادب کے خلاف قرار دیا۔ تو کون سی تہر کی بجلی اُن کے خرمنِ صبر و قرار پر پڑ گئی۔ مسابقت کی حقیقت کو نہ سمجھنے والے۔ مساوات و محبت میں تضاد کے قائل اس تحریر کو بنورِ مطالعہ کریں۔ اور راہِ راست اختیار کر کے اپنی غایت کو سنوایا ورنہ وہ دن قریب ہے جب نفسی نقی کا شور ہوگا۔ اور سوائے دامانِ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہیں جگہ نہ ملیگی۔ اُسی

## سردارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے والو۔ اُس دن کس منہ سے دربارِ رسالت میں حاضری کی امید کرو گے۔ مگر یہ ہے۔ آپ تو اسی دنیا میں شفاعت سے ناامید ہو کر شفاعت و توسل سے ہی منکر ہو جاؤ گے۔ جو ربنا لا تزعج قلبنا بعد از یدِ تینا و مہب لنا من لدنک رحمہ الیک انت الود

حررہ الفقیر

خادم العلماء ظہورِ احمد گوی حنفی

# فتنہ و نگار

## نیاز کا توبہ نامہ

نیاز فتح پوری مدبر انگار جو خدا سے بے نیاز ہو کر اپنی دریدہ دہنی -  
گستاخی اور سب و شتم کی وجہ سے مسلمانانِ ہند کے قلوب کو بھڑک  
کر چکا ہے شرعاً مرتد کا حکم رکھتا ہے۔ انبیائے کرام سلفِ صالحین  
اور وجود باری تعالیٰ کے مطلق جس قسم کی دلائل و تحریرات اس کی  
طرف سے شائع ہوتی رہی ہیں اس کا اعتراف بھی منتقصب و دشمن  
اسلام آریوں و عیسائیوں کے لٹریچر میں نہیں ملتا۔ اس کے مضامین  
کا گمراہ کن اثر ملک کے نوجوان طبقہ پر ہو رہا ہے۔ کئی مقامات پر پابند  
صوم صلوة اشخاص احکام اسلام سے بگاڑ ہو چکے ہیں۔ علل اسلام  
نے اس فتنہ کی طرف بہت دیر کے بعد توجہ کی۔ مسلمانانِ ہند کے انتقام  
کو حکومت کی طرف سے دار و گیر کے خوف سے نیاز نے جو توبہ نامہ  
شائع کیا ہے اس میں جو معذرت پیش کی ہے۔ وہ کسی طرح قابل  
پذیرائی نہیں۔ توبہ نامہ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ نیاز کا قلب  
پیسے کی طرح سیاہ اور اس کا دماغ کوزہ اتحاد کی نجاست سے بھر پور  
ہے۔ اس نے صرف دلائل و زاری سے توبہ کی ہے۔ مگر اپنے خیالات و  
عقائد سے توبہ نہیں کی۔ ایک شخص اگر نیاز کو بے ایمان۔ ملحد و مرتد  
ملعون اور شیطان کہہ دے اور اس کے بعد ان الفاظ میں معافی  
طلب کرے کہ ”مجھے ان الفاظ کے کہنے سے آپ کی خدمت مطلوب  
تھی۔ اور میرا ہرگز آپ کی دلائل و زاری کا مطلب نہ تھا۔“ تو کیا نیاز اس کے  
ان الفاظ سے مطمئن ہو جائیگا۔ انبیائے کرام کی شان میں گستاخی

کرنے والے خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگولی کرنے والے کے لئے کتب فقہ میں تصریحات موجود ہیں۔ کہ ایسے شخص کی توبہ اُسے شرعی تہذیب سے بچا نہیں سکتی۔ علمائے کرام کا فرض ہے کہ فتنہ نگار کے زہریلے اثرات دور کرنے کے لئے مسلسل علمی جہاد جاری رکھیں۔ عامہ مسلمین اس کے جریدہ انکار کا مکمل مقاطعہ کر دیں۔ اسلامی جرائد نیاز کے مراسلات درج کرنے سے پرہیز کریں۔ ملت کے اس بد بخت اور گمراہ فرد کو قعر گنہا میں گر کر رہا جائے۔ ورنہ ہر لمحہ اور وہ یہ جید دلائل اور گمراہ کن تحریروں شائع کر کے محذرت پیش کر کے اپنی گلو خلاصی کرا لیا کرے گا۔ حد مولانا کا مولانا ہی رہے گا۔ نیاز آئندہ کے لئے دلائل مضامین شائع کرنے سے محترز رہنا چاہتا ہے۔ مگر ان ہزار ہا نوجوانوں کا کیا بنے گا جو اس کے مضامین سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ ایسے دشمن اسلام و مرتداً شخص سے لاپرواہی اختیار کرنا شدید ترین غلطی ہے جس کا خمیازہ مسلمان کافی عرصہ سے بھگت رہے ہیں :

## ایک ضروری مشورہ

جملہ قارئین کو ام کی خدمت میں التماس ہے کہ ماہ دسمبر کے رسالہ میں صفحات کے اضافہ سے تمام سابقہ کمی پوری کر دی جائیگی۔ ماہ جنوری ۱۹۳۲ء سے بعض حضرات کی رائے میں رسالہ کا پندرہ روزہ کر دینا زیادہ مفید ہوگا۔ شذرات و حلاصۃ اخبارات کے اضافہ سے رسالہ عوام الناس کے لئے دلچسپ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں مصارف بڑھ جائیں گے۔ مگر چندہ وہی رہے گا۔ جملہ قارئین کرام بہت جلد اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ پندرہ روزہ ہونی کی صورت میں توسیع اشاعت کیلئے زیادہ کوشش درکار ہوگی۔ اگر قارئین امداد امانت کا وعدہ فرمائیں اور بعض حضرات اپنی جیب سے مستحق و غریب طلباء کے نام مفت جاری کر دیں تو اجر عظیم کے مستحق ہونگے : حاجز مدیر رسالہ شخص الاسلام بھاریہ

# عقیدہ تمندان دربار سیال شریف کے نام

بھیرہ ضلع شاہ پور سے بادر ت مولانا مولوی ظہور احمد صاحب گوی  
عرضہ پوتے دو سال سے جریدہ شمس الاسلام جاری ہے۔ یہ جریدہ  
آستانہ عالیہ سیال شریف کا نمائندہ ہے۔ اس کا اجراء میری شخصی کمطابق  
ہوا۔ آج کل قلم کا زمانہ ہے۔ قلم کے ذریعہ دنیا میں انقلاب پیدا کئے جاسکتے  
ہیں۔ غیر مذہب کے اعتراضات کے جوابات اور تبلیغ حق کیلئے ایسے سالہ  
کو جاری رکھنا اور اس کی اعانت کرنا ہر مسلمان کا اسلامی فرض ہے جس قوم  
کی تاریخ نہ ہو وہ بہری اور جس کا اجبار نہ ہو وہ گونگی سمجھی جاتی ہے۔ شمس الاسلام  
خالص اسلامی دینی اور تبلیغی پرچہ ہے۔ احناف کی شاندار خدمت بجا  
لا رہا ہے جس قدر نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ ان سے احقاق حق الطہال  
باطل اور اعلیٰ و کمندہ امتد پوری طرح عیاں ہے۔ فقیر عام مسلمانوں سے  
عموماً اور ارادتمندان آستانہ سیال شریف سے خصوصاً متوقع ہے کہ وہ اس  
جریدہ کے خرمبارین کر اس کی مالی مشکلات دود کریں و ما علینا الا البلاغ  
حدردہ فقیر محمد الدین غفرلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

# مرآۃ البصائر فی اصلاح المسلمین

حزب الانصار ایسے مخلص کارکنوں کی جماعت ہے جو جبکہ مطلب حید خدمت اسلام و مسلمین ہے۔ یہ مسلمان کے لئے اسکا و احد کھلا ہے۔ ہر وہ علم جس کے سینہ میں اولہ عمل موجود ہے۔ جو حق اسلام کی نبیوں حالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار پیش مل ہو کر ایک نظام کے تحت سرگرم عمل ہو جائے۔

## اعراض و مقاصد

(۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام۔ (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم و دینیہ۔

## طریقہ کار

(۱) اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کے لئے ایسے دارالعلوم کا اجراء جس میں طلباء و دینیات کی تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم۔ مبلغ اور مناظر بن کر نکلیں۔ اور عوام کی ہدایت و تقویت دین کا باعث بنیں۔ (۲) ایسا کتب خانہ قائم کرنا۔ جس میں سچے علوم و فنون و دیگر مذاہب باطلہ کی کتب جمع کی جائیں جن کے مطالعہ سے مدرسین و مبلغین اور طلباء کی نظر غائر اور خیالات عالی ہوں۔ اور عوام شاہدین ان کے مطالعہ سے متفیض ہو سکیں۔ (۳) مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بزرگوار و تفریر عامہ مسلمین خصوصاً دیہاتیوں کو تبلیغ احکام آپبی کریں جن سے ان کے اخلاق و معاشرت کسب معاش۔ رسوم و معاملات شریعت کے مطابق ہو سکیں۔ (۴) اعراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیلئے مامواری رسالہ کا اجراء۔

ضرورت ہے سرفروش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تکمیل کیلئے کارکنان حزب الانصار کا ایک ہڈیا ملوث کام افرا دکا نہیں۔ بلکہ جماعت کے ذریعہ سر انجام ہو سکتا ہے۔ جامع سید بھیر میں دارالعلوم عربیہ قائم ہو چکا ہے جس میں علوم غریبہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم و تدریس طلباء کیلئے رائج و خوراک نظام موجود ہے۔ جو دینی امور بہت فائدہ کے قیام کیلئے مشکلات پیش میں درمزد حضرت کتب خرید کر وقف کریں۔ اس طرح سے آسانی کیلئے کتب خانہ قائم ہو سکیگا۔ یتیم بھلا اور لاوارث بچوں کی تعلیم و تربیت خوراک و روٹائش کے لئے خاص انتظام کیا گیا ہے۔ مبلغین دیہاتیں دور کر کے نئی زندگی کی روح پھونکے ہیں۔ رسالہ شمس اسلام حزب الانصار کی طرف سے جاری ہے۔ ان تمام مصارف پر ۲۰ ماہوار سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے۔ حزب الانصار کے مفلس ہو سکیں نہ در دولت سے متباب کارکن اپنی کمیت سے زیادہ مصارف کو تنخواہ میں جملہ اہل اسلام کا فرض ہے۔ کہ ان کا خرچہ یہ ہے۔ تاکہ میں ان کو گر پرانہ نہ کہتا ہوں = آئندہ کے ساتھ آئندہ دینی کا پیش رہے۔

حزب انصار



# نیکی کن فی غنیمت عر دعوہ عیسائی

## زراں پیشتر کہ بانگ آید فلان خانہ

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض طریقہ عمل سرورق رسالہ کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ مسلمان کا فرض ہو کہ وہ  
 سچے کر یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کرے۔ یا نہیں اگر نہیں کیا اس کا فرض نہیں اس خدمت حسب توفیق جیسے لے  
 ذیل کے طریقے سے آپ اس اسلامی پودے کی آبیاری فرمائیں گے میں (۱)۔ اپنی ماموری آدمیوں سے کچھ حصہ  
 مقرر کر دیں جو امداد حزب کو پہنچا رہے۔ نیز اس کے رکن بنگلہ و دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا  
 حلقہ بکھار وسیع کیا کیجئے۔ (۲) اپنی زکوٰۃ صدقہ اور خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ  
 کے غریب و نادار طلباء اور یتیم دارت بچوں کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت خوراک و راکش کا خود  
 حزب الانصار نے لے رکھا ہے۔ (۳) ماموری رسالہ شمول اسلام کے خریداریتکر حزب الانصار اس  
 س کے مالی مصارف سے سبکدوشی میں امداد کیجئے۔ نیز رسالہ کی اشاعت و وسیع کرکیلئے بڑے سعی فرمائیے  
 کم از کم کوئی گاؤں البیان رہے جس میں رسالہ نہ پاتا ہو۔ یقین جانیئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک  
 مکمل عالم تبلیغ اور مناظر کے جانیئے برابر ہے۔ (۴) یتیمی۔ مساکین و غریب ادارہ علم پئے جہاں میں  
 انکو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیجہ میں بھیج دیں۔ تاکہ بری صحبت کے اثر سے بچکر اسلام  
 کے خاتم بن سکیں۔ (۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار رسالہ کیلئے دارالعلوم  
 غزنیہ بھیجہ میں بھیجیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی  
 ہے۔ امامان مسجد کو مجبور کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ انصاب  
 کی تکمیل کیلئے بھرو میں بھیجیں (۶) اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ اور مختصر  
 حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس رکھ کر کتب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ  
 کا کام دیکھیں جن جن کتب کی ضرورت ہے۔ وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں (۷) اپنے علاقہ میں  
 غیر مذہبی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرما کر ان کو اگر ضرورت ہو۔ تو حزب الانصار کے  
 مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام فرما دیں (۸) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ  
 تبلیغ حزب الانصار میں پنا نام و زح کرائیں۔ (۹)

ناظم حزب الانصار بھیرہ پنجاب  
 جلیق ہو کہ دفتر رسالہ شمول اسلام بھیرہ سے شائع  
 جاکھ کام خود احمد آباد۔ پیشتر و پیشتر